OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلام اور دیگر مذاہب کا تصورِ تعلیم: ایک تحقیقی مطالعہ

A Study of the Concept of Education in Islam and other Religions

Dr. Hassan Shakeel Shah

Chairman / Associate Professor, Department of Islamic Thought & Civilization UMT, Lahore

Madiha Noor

MPhil Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore

Abstract

Education has been considered the cover value of human life and it creates awareness. Man's relationship with religion and Allah Almighty has been established since eternity. Similarly, religion and education are also very closely related. From the Islamic point of view, human being has started his journey not with darkness and ignorance but with the light of knowledge. Islam made knowledge the first necessity. In the same way that Islam emphasizes on the acquisition of education, the concept of education exists in some form in other religions. Other religions have tried to create the impression that education is completely separate from religion, from this, it is known that apart from Islam, the concept of education is definitely found in other religions as well. It was found that education got importance in all religions but Islam has given more importance which any other religion did not given. Methodology of this research was Qualitative. In which we have referred to the original sources for Quranic verses and Hadith. The writing of the article is simple and eloquent. A list of sources and references is listed at the end of the paper.

Keywords: Education, Islam, Religions, Concept, Objectives

CC BY

تمہید

انسان کی زندگی میں تعلیم کی جو ضرورت و اہمیت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے جس کے تحت ہر عہد میں اس کی تکمیل کے لیے ضروری اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ تعلیم اور انسان کا گہرا تعلق ہے اور یہ انسان کی فطری ضرورت ہے۔ انسان کو باقی تمام مخلوقات پر اسی کی بدولت شرف عطا کیا گیا ہے تعلیم کا تعلق نا تو کسی مذہب سے ہے اور نا ہی کسی قوم سے، بلکہ اس کا تعلق انسانیت کے ساتھ ہے اور اس کا مقصد انسان کو مقام انسانیت تک پہنچانا، اخلاق فاضلہ ورذیلہ میں تفریق اور حق و باطل میں پہچان کرواکر اس درجے پر فائز کرنا ہے جو کہ اس کے لئے منتخب کیا گیا ہے (یعنی خلافت کا درجہ)۔ دینا میں جو تمام محیّر العقول ایجادات ہیں اس تعلیم کی مرہون منت ہے، جس سے نوع انسان کو مزین کیا گیا ہے جس کے متعلق اللہ رب العزت نے بیان فرمایا ہے: اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ وَ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَ یُمۡسِکُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَی الۡاَرۡضِ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں سب اللہ نے تمہارے زیر فرمان کر رکھی ہیں۔ اور کشتیاں بھی جو اسی کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں۔ اور وہ آسمان کو تھامے رہتا ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے۔ بیشک اللہ لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔[1] بنی آدم نے تعلیم کی بدولت ہی یہ سب کارنامے سرانجام دیئے ہیں، کیونکہ اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ علم اور تعلیم محض خواندگی کا نام نہیں ہے یعنی تھوڑا زیادہ پڑھ لکھ لینا یا مختلف پیشہ وارانہ پہلوؤں پر تھوڑا زیادہ عبور حاصل کر لین۔ فی نفسہ مقصور بالذات نہیں ہے بلکہ یہ اتنا بڑا مقصد اور منصب ہے کہ علم کا ابر کرم پوری کائنات پر محیط ہے، ہم کہہ سکتے ہیں اس کائنات پست و بالا میں کوئی ایسی شے نہیں جو اس سے خارج ہو۔ اسلام اور دیگر مذاہب میں بھی تعلیم کا تصور کسی نا کسی صورت میں ضرور ملتا ہے۔ ہر مذہب کے ماننے والون نے تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کے نزدیک حصول علم ایک ابدی امر تھا لیکن یہ کہنا بجا ہوگا کہ تعلیم کی جو اہمیت اور وفضیلت اسلام نے دی ہے وہ دنیا کے کسی اور مذہب اور نظام نے نہیں دی ہے۔

ہندومت کا تعارف

"ہندومت" تمام مذاہب میں سے سب سے پرانا مذہب ہے۔ یہ تمام مذاہب میں سب سے زیادہ رواداری رکھنے والا مذہب ہے۔ ہندو مذہب وسیع پیمانے میں ہزاروں بڑے چھوٹے دیوتاؤں، عبادت گاہوں اور ان کے پجاریوں کو جگہ دیتا ہے۔ اس لئے عام طور پر کسی بھی ہندو کے لیے مذہبی خیالات لامحدود ہوتے ہیں۔[2] اصطلاحی اور علمی زبان میں مذہب کو جو تعریف کی جاتی ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ ہندو مذہب کیا ہے اور اس مذہب کے پیروکاروں کے لئے کن عقائد پر یقین رکھنا لازمی ہے؟، کیونکہ سامی ادیان کی طرح نہ تو اس میں کسی پیغمبر کا وجود ہے نہ کسی الہامی کتاب کا اور نہ ہی کسی معین عقیدہ کا۔[3] یہ جنوبی ایشیا اور بالخصوص بھارت اور نیپال میں غالب اکثریت کا مذہب ہے جس کی بنیاد برصغیر میں رکھی گئی۔ اس کے چھ اہم فرقے ہیں۔

1. ویشنومت ویشنومت
2. شیومت
3. شکتی مت
4. گنپتی مت

5. سوریامت

6. سمارت سوتر

عقیدہ کے اعتبار سے یہ مذہب غیر معین اور مبہم بے شکل اور مختلف پہلو رکھتا ہے۔اسکی تعریف کرنا تقریباناممکن ہے۔اس میں اعلیٰ ترین عقائد اور رسومات سے لے کر ادنیٰ ترین عقائد اور رسومات تک شامل تھے جو بہت سی صورتوں میں ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد تھے۔[4]اس لحاظ سے ہندو تو کنفیوشیوں سے بھی گئے گذرے ہیں کیونکہ کنفیوشس قدیم روایات کو مدون کر سکا۔اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اس مذہب کے بانیوں کی ذات محض افسانےکے علاوہ کچھ نہیں بالکل "بادل کے پیغامبروں" کی طرح ہے جن کا مزاج بیقرار اور متغیر نوعیت کا تھا جن کی حیثیت سایہ اور سراب کی ہے۔[5]

تعلیم کے متعلق ہندو مذہب کے نظریات

ہندو اپنے بچوں کو سنسکرت کی تعلیم دیتے تھے، گوہندو معاشرہ ذات پات کی جکڑ بندیوں میں منقسم تھا اور نچلی ذات کے لوگوں پر حصول تعلیم کے دروازے مکمل طور پر بند تھے۔اگر وہ غلطی سے وید کا کلام سن بھی لے تو سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈال دیا جاتا تھا۔اس کے باوجود ان کی کوشش ہوتی کہ چھپ کر ہی سہی لیکن سنسکرت اور دیگر مذہبی تعلیم حاصل کر لے۔[6]ہندوؤں کے مطابق ان کے وعیدوں کا علم حاصل کرنے کی ذمہ داری برہمن کی ہے کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ برہمن، برہما کے سر سے پیدا ہوئے تھے۔[7]اس مذہب نے اپنے ماننے والوں کے لئے کوئی گائیڈ لائن Guide Line متعین نہیں کی ہے۔

بدھ مت کا تعارف

بدھ مت ایک مذہب ہے جو برہمنی مذہب کے بعد پانچویں صدی قبل مسیح میں ہندوستان میں ظاہر ہوا تھا۔اس کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیحی میں ہندو مذہبی نظام کی ایک اور وضاحت کے طور پر ہوا اور ملک ہندوستان میں اسے پذیرائی حاصل رہی، ملک کے حکمرانوں نے بدھ مبلغین کو ایشیائی ممالک میں بھیجا تھا۔اس دوران بدھ مت میں نئے نظریات فروغ پارہے تھے جو ایشائی لوگوں کے لیے زیادہ پرکشش بن گئے۔ تبلیغی سرگرمی اور نئے نظریات کے امتزاج کی وجہ سے اسے چین، جاپان، کوریا اور چینی ہندوؤں میں تیزی سے ترقی حاصل ہوئی۔جب یہ مزہب بیرونی تبلیغ میں کامیاب ہورہا تھا تو اس وقت ہندوستان میں اسے ایک طرف دھکیلا جارہا تھا اور مسلمانوں نے بدھ مت کے آخری آثار کو تہس نہس کر دیا اور آج اس کے پیروکاروں کو ڈھونڈنے کے لیے دیگر ایشائی اقوام کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔[8]

تعلیم کے متعلق تصورات

بدھ مت میں ہر شخص کو بلا تفریق نسل و ذات حصول تعلیم کی اجازت تھی، معاشرتی درجہ بندی اور طبقاتی نظام نہ تھا۔ہندو معاشرہ کی جکڑ بندیوں سے تنگ افراد نے راہ فرار اختیار کر کے بدھ مت کو اپنالیا۔بدھ مت میں نرمی اور آسانی تھی۔اپنے آپ کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے شودر اور کھشتریوں نے بھی اس مذہب کو گلے لگالیا۔ گویا گوتم بدھ کی زندگی میں بھی سادہ نظام تعلیم موجود تھا۔[9]ابتدا میں اس مذہب میں انسانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی طرف توجہ دی گئی اور اس میں، تصوت تقشف، ناز و نعمت سے دوری، عفو و محبت کی دہائیاں اور بھلائیاں کرنے کی دعوت پائی جاتی تھی لیکن یہ مذہب اپنے بانی کی وفات کے بعد باطل عقائد میں تبدیل ہوگیا اور اس کے بانی کی ذات کے متعلق غلو سے کام لیتے ہوئے انہیں خدا بنا دیا۔[10]

چین کے قدیم مذاہب

بدھ مذہب تو چین میں ہندوستان سے درآمد ہوا۔ مگر اس کے دو مقامی مذاہب میں ٹاؤازم قدیم تر ہے۔ اس کے بعد قدامت میں کنفیوشس کا نمبر آتا ہے۔ نئے سوشل انقلاب کے بعد کا حال ابھی واضح نہیں ہو سکا مگر اس سے قبل کے زمانے میں چین کے اندر بدھ مذہب کے علاوہ دو بڑے مقامی مذاہب (ٹاؤازم اور کنفیوشزم) کا عمل دخل رہا ہے۔ یہ دونوں مذہب کئی امور میں مشترک بھی ہیں مثلاً مقامی روایات اور قومی موروثی اوہام و خرافات کی دونوں میں یکساں بھرمار ہوئی ہے۔ مسلمانون کی تعداد کے بارے میں مختلف آراو خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ بھی تاحال پوری طرح معلوم نہیں ہے۔ کہ کمیونسٹ انقلاب کے بعد ان کا چین میں کیا حال ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بڑے صوبے سنکیانگ غالباً چینی ترکستان میں مسلمانوں کی اکثریت رہی ہے۔ پھر اخبارات میں یہ خبریں آتی رہیں کہ یہی صوبہ زیادہ تر ثقافتی انقلاب کی زد میں رہا ہے۔ سالہا سال تک اس صوبہ کو ثقافتی انقلاب کی آماج گاہ بنائے رکھا گیا ہے۔ سوشلسٹ کمیونسٹ اصطلاحات کو سمجھنے والوں کا خیال ہے کہ اب صوبہ سنکیانگ میں مسلمانوں کی اکثریت نہیں رہی۔ چین سے بھاگ کر قریبی ممالک یا عرب ممالک میں پناہ لینے والے چینی مسلمانوں کے بیانات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔[11]

۱: ٹاؤازم کا تعارف

ٹاؤازم بنیادی طور پر ایک تعلیمی، اخلاقی اور سیاسی ضابطہ عمل ہے۔ اس ضابطے پر مقامی روایات، موروثی رسوم اور قدامت کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ چینی قدامت پرست ہونے کے باعث اسے بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ٹاؤازم کا بانی کنفیوشس کی مانند ہے اپنے فلسفیانہ افکار اور حکیمانہ خیالات کے باعث بہت مشہور اور مقبول عوام بھی رہا ہے۔

۲: کنفیوشس ازم کا تعارف

اس مذہب کو ماننے والوں کی ایک معقول تعداد جاپان میں بھی موجود ہے۔ مگر اصلاً یہ چین کا مقامی اور قدیم ترین مذہب ہے۔ جہاں تک حکیم کنفیوشس کا معاملہ ہے۔ وہ بھی ایک دانشمند، فلسفی، سیاستدان اور معلم اخلاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح ٹاؤازم چین کا قدیم ترین مذہب ہے، اسی طرح کنفیوشزم موجودہ سوشل انقلاب سے قبل تک وہاں کا عظیم ترین مذہب شمار ہوتا تھا۔ کنفیوشزم کا نام مغرب سے درآمد ہوا ہے۔ اصل نام کنگ چیو یعنی تعلیمات کنفیوشس ہے۔ اسے شیو شیئو بھی کہتے ہیں۔ یعنی علما کی تنظیم۔ اس گروہ کی تاریخ کا سراغ پچیسویں صدی قبل سے لگایا جاتا ہے۔ اور چین پر اس کی حکومت بھی کم و بیش دو ہزار برس تک رہ چکی ہے۔ لہٰذا ہر آنے والی حکومت اسی کی پیروکار کی مدعی تھی۔[12]

تعلیم کا تصور کنفیوشس ازم میں

تعلیم کا تصور کنفیوشس ازم میں بھی ملتا ہے۔ یہ اپنے پیروکاروں کو حقوق و فرائض کی ادائیگی کی تعلیم دیتا تھا کہ اس سے معاشرے میں جو فساد اور بگاڑ ہے وہ ختم ہوتا ہے، اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جب تک ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ و مقام کا خیال نہ رکھے، بنیادی انقلاب اس وقت تک نہیں آسکتا۔[13]

زرتشت مذہب

یہ بھی قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ متفقہ تاریخ کے مطابق یہ زیادہ سے زیادہ تین ہزار سال پرانا ہے۔ بعد میں آنے والے مذاہب عیسائیت اور اسلام کے برعکس زرتشت مت آج ایک لاکھ پچاس ہزار پیروکاروں کا ایک چھوٹا سا مذہب ہے۔ دنیا کے مذاہب پر کسی بھی مطالعہ میں اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے فروغ میں اس کا بڑا

حصہ ہے۔[14] دین زرتشت کو الہامی مذاہب کی فہرست میں جگہ نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس کے متعلق کتاب و سنت کی واضح ہدایت یا صراحت مفقود ہے۔ تاہم اس کے متعلق اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے دوسرے غیر الہامی مذاہب کی بنسبت یہ مذہب اپنی ابتدائی تعلیمات کی رو سے بالکل ممتاز ہے۔ بعد کے دین زرتشت اور موجودہ پارسیوں کے مذہب پر غور نہ کیا جائے تو اس مذہب میں خالص توحید، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، وحی والہام، آخرت کی زندگی، ملائکہ اور دیگر برحق دینی عقائد جو ہمیشہ انبیاء اور رسل نے پیش کیے تھے صاف نظر آتے ہیں۔ پس اس مذہب کو ہم بدھ مت، ہندومت، جین مت، تاؤازم اور کنفیوشزم کے زمرے میں شمار نہیں کرسکتے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ آج جناب زرتشت کی صحیح تعلیمات بھی دھندلا چکی ہیں[15]

زرتشت کا تصور تعلیم

زرتشت مذہب میں بھی تعلیم کے آثار ملتے ہیں۔ مثلاً زرتشت اپنے ماننے والوں کو خیالات کو پاکیزہ رکھنے کا کہتا ہے۔ اسکے بقول ایسا کرنے سے اعمال خود بخود درست ہو جاتے ہے۔[16]

یونانی مذہب کی تاریخ

قدیم یونانی مذہب کا آغاز ابہام کا شکار ہے تاہم یہ مختلف ذرائع (نئے دور حجر۔ انڈویورپ۔ کریٹ۔ مشرق قریب، مصر وغیرہ) کے مختلف تصورات کے انضمام سے بتدریج نشو و نما پا گیا۔ یونانی مذہب میں روایتی مذاہب کی طرح نہ کوئی ضابطہ تھا نہ کوئی مقدس متن تھا اور نہ کوئی نبی یا پیغمبر بلکہ یہ دیومالائی عقائد کا مجموعہ تھا۔ یونانی کثرت پرست تھے یعنی بہت سارے دیوتاؤں اور ماوراء فطرت اشیاء پر اعتقاد رکھتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ان دیوتاؤں کا احترام دنیاوی فوائد کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ یہ دیوتاؤں کو انسانی صورت اور جذبات رکھنے والے ہستیاں خیال کرتے تھے۔ دیوتاؤں کی ناراضگی سے گریز کیا جاتا تھا۔ جانوروں اور دوسری اشیاء کی قربانی ان سے منسوب مندروں کی سجاوٹ اور آرائش، ان کی عبادت اور ان کے اعزاز میں تقریبات منعقد کراونا دیوتاؤں کو خوش کرنے کے ذرائع سمجھے جاتے تھے۔ جبکہ غیر مناسب طریقے سے قربانی، مندروں کے تقدس کی پامالی اور قسم توڑنے کو دیوتاؤں کی ناراضگی کا باعث گردانا جاتا تھا۔ جن کی سزا یا نتیجہ، ان کے اعتقاد کے مطابق، قحط، زلزلوں اور جنگوں میں شکست کی صورت میں ملتی تھی۔

یونانی مذہبی زندگی کے تین نمایاں نظام تھے۔

1. دیومالائی نظام
2. میسٹری کلٹس نظام
3. پرستش ارواح کا نظام[17]

آجکل جو لفظ مذہب استعمال کیا جاتا ہے وہ قدیم یونان میں مستعمل نہیں تھا البتہ مختلف عقائد اور رسومات ہی ان کا مذہب تھا۔

یونان اور تعلیم

یونان نے زمانہ قدیم میں تمام دنیا میں چھائی ہوئی جہالت کی تاریکیوں میں علم کی شمع روشن کی۔ اور جاہل اور وحشی اقوام کو تہذیب و تمدن کا درس دیا۔ اس کے عظیم مفکرین سقراط، افلاطون اور ارسطو نے انسانی افکار پر بڑے گہرے اور دُور رس اثرات مرتب کیے۔ افلاطون ارسطو کا استاد تھا اور سقراط کا شاگرد تھا اس نے ایک ایسی مثالی ریاست کا نقشہ پیش کیا جس میں کے متعلق یہ نظریہ تھا کہ تعلیم و تعلم کی ضرورت صرف حکمأ اور اعلی فوجی قیادت کو ہے باقی باشندوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔[18]

مردوزن کی تقسیم کار یونان اور روم کی تہذیبوں اور مغرب میں اٹھارویں صدی کے آواخر تک رہی۔ مختلف میدانوں اور شعبوں میں رہنمائی کرنا مردوں کا کام تھا جبکہ طفلان کی دیکھ بھال اور گھرداری عورتوں کا کام تھا[19]۔ گھر بنانا اور گھریلوں اخراجات پورے کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ معاشی طور پر مشقت، کاروبار اور تجارت سب مرد کے ذمے ہیں۔ ریاستون میں تعلیم صرف شہریوں کے لیے تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ فرد کی جسمانی، ذہنی، روحانی ار اخلاقی ہمہ گیر نشوونما کی جائے تاکہ وہ تربیت پا کر ریاست کے انتظام میں ہاتھ بٹا سکے۔ ان ریاستوں میں تعلیمی لحاظ سے دو ریاستیں ایتھنز اور سپارٹا بہت اہم تھیں۔

ا: اہل سپارٹا کا نظام تعلیم

اہل سپارٹا کے نظام تعلیم کا بنیادی مقصد ایسے افراد تیار کرنا تھا جو مملکت کی حفاظت اور مفتوحہ علاقوں میں بغاوت کی روک تھام کر سکیں۔ تمام تر توجہ جسمانی تربیت اور فوجی امور پر مرکوز تھی جس میں فوجی تعلیم لازمی تھی۔ بچوں کو دلیر جنگجو اور جسمانی طور پر طاقتور اور جفاکش بنایا جاتا تھا اور انہیں ڈھیلا ڈھالا لباس پہنایا جاتا تاکہ جسم کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

۲: ایتھنز کا نظام تعلیم

ایتھنز میں ابتدا میں شہنشاہیت قائم تھی لیکن اس کے باوجود کچھ اختیارات اشراف اور عام شہریوں کو بھی حاصل تھے۔ کچھ عرصے بعد طبقہ اشرافیہ نے اقتدار پر قبضہ جما لیا اور اپنی حکومت قائم کرلی۔ اشرافیہ طرز حکومت کے بعد ایتھنز میں جمہوری طرز حکومت قائم ہوئی۔ جمہوریت براہ راست جمہوریت تھی۔ ایتھنز میں تعلیم ریاست کے کنٹرول سے بالکل آزاد تھی اگرچہ اخلاق کی حفاظت اور نگرانی کے لیے ایک افسر مقرر تھا۔ بچے کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی غرضیکہ ہمہ پہلو نشوونما کی جاتی تھی۔ بچے کو محض جنگ کے لیے تیار نہیں کیا جاتا تھا بلکہ زمانہ امن میں بھی ملک و قوم کی خدمت پیش نظر تھی۔[20]

تعارف مذہب اسلام

لفظ اسلام کا مادہ "**سلم**" ہے۔ جس کے معنی ہے صلح و سلامتی، پس اسلام کا معنی ہوا: صلح و سلامتی اور امن و آشتی کو پھیلانا، اللہ کے احکام کے آگے گردن جھکانا، حق و صداقت کو تسلیم کرکے اپنے آپ کو خالق و معبود کی ناراضگی سے بچانا۔[21] اللہ تعالیٰ کے نزدیک برحق دین صرف اسلام ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔[22] اسلام کو چھوڑ کر اگر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا وہ دونون جہان میں خائب و خاسر ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا اور کسی دین کو ہرگز اُس سے قبول نہ کرے گا: وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو گا۔[23] تمام انبیاء و رسل اسلام کے داعی تھے۔ ان کی امتوں نے اپنا نام مسلم کے سوا کچھ اور رکھا تو پیغمبروں کے بعد اور ان کی تعلیم سے ہٹ کر کے رکھا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی ذریت کی دونوں شاخیں "حنیف" (موحد) تھیں۔ انبیائے بنی اسرائیل نے اسحاقؑ و یعقوبؑ سے لے کر موسیٰؑ و عیسیٰؑ تک اسلام ہی پیش کیا تھا۔ آخری نبی ﷺ اسلام کو ہر طرح کی آمیزش سے الگ کر کے اور تکمیل کر کے آخری دین کے طور دنیا میں پیش کرنے کے لیے آئے تھے۔ الیَومَ أَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَأَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِي وَرَضِیتُ لَکُمُ الإِسلامَ دِینًا تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔[24] آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دنیا والے اسلام کے سبق کو بھلا چکے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی اس دین حق کو سرفراز کرنا اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کو غالب کرنا تھا۔[25] اس بارے میں قرآن

مجید بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔[26]

اسلام کا تصور علم و تعلیم

اسلام سے قبل جہاں دنیا میں بہت سی اجارہ داریاں قائم تھیں، وہاں تعلیم پر بھی بڑی افسوسناک حد تک اجارہ دارہ قائم تھیں۔ اسلام کی آمد سے یہ سب ختم ہوا اور دین اسلام نے دنیا کے تمام انسانوں کو چاہے وہ کالے ہوں یا گورے، عورت ہو یا مرد، بچے ہوں یا بڑے، سب کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینے کی ہدایت دی۔ اسلام نے نا صرف یہ کہ علم حاصل کرنے کی دعوت دی بلکہ اس کا حصول ہر شخص کے لئے فرض قرار دیا ہے۔ آسمان و زمین نظام فلکیات، نظام شب و روز، بادو باراں، بحر و دریا، صحرا و کہستان، جان دار بے جان، پرند و چرند، غرض یہ کہ وہ کون سی چیز ہے جس کا مطالعہ کرنے اور اس کی پوشیدہ حکمتوں کا پتہ چلانے کی اسلام میں ترغیب نہیں دی گئی ہو ہے۔ اسلام نے جو تصور علم دیا ہے اس میں سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ علم کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ علم اشیاء اسی کا عطا کیا ہوا ہے اور انسان کی ہدایت و رہنمائی کا علم بھی اسی کی طرف ہے۔ علم کے بڑے ذرائع حواس، عقل و تجربہ ہیں۔ لیکن سب سے اعلیٰ ذریعہ علم وحی ہے۔ علاوہ ازیں علم کا تعلق محض لوازمات حیات ہی سے نہیں بلکہ مقاصد حیات سے بھی ہے اور لوازمات حیات کو مقاصد حیات کے تابع ہونا چاہیے۔ یہی وہ بنیادی تصور ہے جس سے اسلامی تصور تعلیم کا مزاج بنتا ہے۔ اسلام علم کی دوسری تمام چیزوں پر فوقیت دیتا ہے۔ علم ہی کی بنا پر حضرت آدم کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا۔ قرآن حکیم میں حضرت طالوتؑ کے واقعہ میں صاف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ: وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرّر فرمایا ہے، تو کہنے لگے کہ اسے ہم پر حکمرانی کیسے مل گئی حالانکہ ہم اس سے حکومت (کرنے) کے زیادہ حق دار ہیں اسے تو دولت کی فراوانی بھی نہیں دی گئی، (نبی نے) فرمایا: بیشک اللہ نے اسے تم پر منتخب کر لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطا فرما دی ہے، اور اللہ اپنی سلطنت (کی امانت) جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔[27] اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے اہل علم ہی ہو سکتے ہیں۔ اور علم کی غایت اصلیہ یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ "ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر گزار ہو"[28] اسلام میں حصول علم کے دو بنیادی ذرائع ہیں۔

- قرآن کریم
- حدیث مبارکہ[29]

آپ ﷺ نے ایک ایسا نظام تشکیل کیا جس کے تحت بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں، مرد و عورت کو بلا تفریق تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ یہ مذہب بنیادی طور پر تعلیم و ترتیب کے ایک نظام کا نام ہے اور اس نظام کے عمارت کی تعمیر میں پہلی اینٹ لفظ اقراء کی ہے، گویا اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تعلیم عامہ اور ہر شخص کے لیے بلا تفریق علم کا تصور پیش کیا[30]۔ طلب العلم فریضة علی کل مسلم "لم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[31] رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حصول علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ

حدیث اسلام میں طبقاتی نظام قائم کرنے کے خلاف ایک اہم ترین ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ جو بھی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرلیتا ہے۔ اُس پر بقدر ضرورت علم حاصل کرنا فرض عین بن جاتا ہے۔ جب کہ دین کا تفصیلی علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس انوکھی تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص جاہل اور ناخواندہ نہ رہے۔ اس تعلیم و تلقین کا نتیجہ تھا کہ دور اسلام میں بے شمار مدرسے اور مکاتب ہوگئے اور تعلیمی حیثیت سے ایک انقلاب برپا ہو گیا۔[32] قرآن پاک میں مرد اور عورت دونوں کو تبلیغ اسلام کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ- يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔[33] حضور ﷺ نے خواتین کے لیے تعلیم بھی خاطر خواہ انتظام فرمایا تھا اسلام کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے خواتین کو وہ دیئے ہیں جو اس سے قبل کبھی نہیں دیے گئے، عورت کے متعلق یہ خیال رکھا جاتا ہے کیہ اس کی مثال دخلی کے درخت کی سی ہے جو دیکھنے میں خوبصورت نظر آتا ہے مگر جب چڑیا کھالیتی ہے تو مر جاتی ہے۔ اسلام نے عورت کو عظیم مقام دیا اور یہ بات حقیقت کے طور پر تسلیم کرلی ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔[34] بعض لوگوں کے نزدیک تعلیم حاصل کرنے کا حق صرف مردوں کو ہے اور اسلام کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تعلیم نسواں کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ قرآن وحدیث میں ایک ہی صیغہ دونوں کی تعلیم کے حصول کے لئے استعمال کیا گیا ہے، اور بعض مقامات پر خاص مونث کا صیغہ استعمال کرکے خواتین کی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتیں ہیں انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ رازدان خبردار ہے۔[35] اس آیت کی توضیح مولانا عبد الرحمن بن ناصر السعدی لکھتے ہیں "جب اللہ نے ازواج مطہرات کچھ امور کے کرنے اور کچھ نہ کرنے کا حکم فرمایا یا تو انہیں حصول علم کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ علم سیکھنے کا طریقہ بھی بتادیا کہ تم اپنے گھروں میں ذکر کی جانے والی آیات اور حکمت کو یاد کرلو اس آیت میں آیات سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد قرآن مجید کے اسرار و رموز اور حضور اکرم ﷺ کی سنت مراد ہے قرآن مجید کے الفاظ اور معنی کو یاد کرنا اور غور و فکر کرنا ہی ذکر ہے۔ دین حنیف کا مقصد صرف انفرادیت کی تکمیل نہیں ہے بلکہ فرد کو معاشرے کا ایسا رکن بنانا ہے جو مفید ہو اور لوگ اسے استفادہ حاصل کرے۔ اجتماعیت میں توازن قائم کرنا ہی اسلامی تعلیمات کا مقصود ہے۔[36] "انسان کو معقول معاش کے قابل بنانا ہے۔ علوم دینی ، وصفی، عمرانی، طبی، فنی اور حرفی کی تربیت دینا تاکہ وہ رزق حلال کمانے کے قابل ہو جائے۔ اسلامی ریاست چلانے کے لیے افراد تیار کرنا اور استحکام معاشرہ کے لیے معیار اخلاق بلند کرنا ہی اسلامی تعلیمات کا مقصد ہے"۔[37] مولانا صدر الدین اصلاحی لکھتے ہیں: "اسلام ایک طرف فرد کی انفرادیت کی تکمیل کرتا ہے تو دوسری طرف اسے معاشرے کا ایک صالح اور مفید رکن بھی دیکھنا چاہتا ہے جو اپنی صلاحیتوں سے کام لے، اپنے ماحول کو حسین ترین اور پاکیزہ بنائے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات کا مقصد انفرادیت اور اجتماعیت میں بہترین توازن پیدا کرنا ہے"۔[38]

اسلام کسی ایسے مذہب کا نام نہیں، جو صرف روحانیت پر زور دیتا ہو، نہ ہی اسلام راہبانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اسلام میں راہبانیت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ بہترین نصاب تعلیم وہ ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد لوگوں کے اعتقادات، احساسات، رسم و رواج اور معاشرتی اقدار پر ہو کوئی بھی نظام تعلیم کامیاب نظام تعلیم نہیں کہلا سکتا جب

تک وہ معاشرتی تقاضات کے مطابق افراد تیار نہ کرتا ہو۔اس لیے اسلام ایک الگ ضابطہ حیات رکھتا ہے۔[39] قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں علم حاصل کرنے کا بارہا ذکر ہوا ہے اوراس کی فضیلت کو بھی بیان کیا گیا ہے، ان دونوں کی رو سے علم کی ماہیت ایک نور کی مانند ہے جو قابل اور باصلاحیت نفوس کو خاص شرائط کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطاء ہوتا ہے۔لہٰذا حقیقی معلم اللہ عزوجل ہے جو انسان کو بااستعداد علمی کمالات سے نوازتا ہے۔

علم اور ایمان لازم وملزم

اسلام کی نظر میں علم ایمان کا حریف یا دشمن نہیں جیسا کہ قرون وسطیٰ میں یورپ میں مشہور ہوا جب اُس زمانے میں کلیسا نے اوہام وخرافات کی تائید وحمایت کی، علم و سائنس کی مخالفت و مزاحمت، جمود و تقلید کی نصرت و مدد، آزادانہ فکر وایجاد کی مقاومت، حکام اور جاگیرداروں کی ظالمانہ طاقتوں کی مدافعت اور عوام اور مظلوم طبقات کی مقابلہ آرائی کا موقف اختیار کر رکھا تھا۔ علم ترتیب کے اعتبار سے ایمان سے پہلے آتا ہے یعنی پہلے علم پھر ایمان، ایمان کے بعد دل کا کام شروع ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے خشوع وخضوع، اس طرح علم کا نتیجہ ایمان اور ایمان کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہے۔ایک دوسری آیت میں علم و ایمان کو پہلو بہ پہلو قرار دیا گیا ہے۔وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو[40] اس آیت میں علم و ایمان ایک دوسرے کے ساتھ اور ہم آہنگ ہیں۔ ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ اگر ایک موجود ہو تو دوسرا غائب ہو جائے گا۔مالک دوجہان نے دین اسلام کو ساری دنیا کے ادیان پر غالب اور برتر کرنے کے لیے بھیجا ہے۔اسلام اپنے ماننے والوں کو ضلالت میں گمراہ ہونے سے بچاتا اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔ خطرناک راستوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ انسان کو بتاتا ہے کہ اس کا فائدہ کس میں اور نقصان کس میں ہے؟ وہ مادی اور روحانی اعتبار سے بھی اصلاح کرتا ہے اور سیاسی اور معاشی لحاظ سے مستحکم ہونے کی تدبیریں بھی بتاتا ہے۔ وہ اخلاقیات کی تعلیم دیتا ہے اور رزائل سے بچنے کا درس بھی دیتا ہے۔ اسلام انسانیت کو انسانی راہوں پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ انہیں غیر انسانی طریقے استعمال کرنے سے روکتا ہے۔ وہ انسان کو حق تعالیٰ کی عبدیت اور بندگی کے مضبوط رشتے سے منسلک کرتا اور احکم الحاکمین کی حاکمیت کا درس دیتا ہے، اسے معبود برحق ماننے اور اس کے احکام کے سامنے سر جھکانے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کو اپنی خواہشات کو خالق کائنات کی مرضی کے مطابق ڈھالنے اور اپنی منشاو عزائم کا خالق ارض وسماء کے احکام کے سامنے چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔[41] مذہب اسلام میں علم حاصل کرنا اور دوسروں کو اس زیور سے آراستہ کرنا ایک اہم فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ علم تحفہ ربانی ہے اور یہ انبیاء کرام کا منصب رہ چکا ہے۔ علم انبیاء کرام کی میراث ہے اور ان کے وارث صاحب علم ہے۔ اللہ رب العالمین سب کا معلم ہے، اسی نے مخلوق کو علم وصلاحیت عطا فرمائی۔وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔[42] دوسرے الفاظ میں اسلام کی بنیاد ہی علم پر رکھی گئی، جس کا اظہار حضور ﷺ پر پہلی وحی کے ابتدائی لفظ "اقراء" سے ہوتا ہے۔ سب سے پہلے علم حاصل کرنے کا حکم نازل ہوا۔ علم اللہ رد العزت کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک ایسی عظیم نعمت ہے جس کی بدولت انسان کرامت، شرافت اور دونوں جہانوں کی سعادتوں کو احسن طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ اس کو بروئے کار لا کر لاتعداد مخلوقات سے اشرف، فطری اور خلقی برتری میں چار چاند لگا سکتا ہے۔ بلکہ حقیقت میں تخلیق انسانی کے مقاصد تک رسائی علم کے ذریعے

ہی ممکن ہے۔ اسی سبب اللہ تعالیٰ نے جب انسان کے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا تو سب سے پہلے اسے علم سے نوازا، اللہ کی وحدانیت ، رسالت اور کائنات میں رونما ہونے والے تغیرات کی پہچان اسی کی بدولت ممکن ہے۔ علم کی بنا پر ہی اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز دیا گیا۔ بنیادی طور پر یہ مذہب تعلیم و ترتیب کے ایک نظام کا نام ہے اور اس نظام کے عمارت کی تعمیر میں پہلی اینٹ لفظ "اقراء" کی ہے۔ گویا اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تعلیم عامہ اور ہر شخص کے لیے بلا تفریق علم کا تصور پیش کیا۔ اسلام ایک دین فطرت ہے جو عالمگیر پیغام کا حامل اور داعی ہے جس کی تعلیمات اور دعوت ساری انسانیت کے لیے مفید ہے۔

خلاصہ بحث

انسان کا تعلق مذہب اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ روز ازل سے قائم ہے۔ اس حقیقت کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا کہ متعدد داخلی و خارجی عوامل کی بنا پر ایک بڑی تعداد مذہب کے معاملے میں انحرافات کا شکار رہی ہے۔ بنی آدم کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا لیکن ان کی قوموں نے وقت گزرنے کیساتھ انہی کو خدائی میں شریک ٹھہرالیا اور انہیں بھگوان بنالیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جہالت کسے کہتے ہیں؟ کیا کچھ نہ جاننے کا نام جہالت ہے؟ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اسلامی نظریہ کے مطابق وہی جاننا علم کہلاتا ہے جس علم سے اللہ کی معرفت حاصل ہو لہذا جو علم اللہ سے دوری کا باعث بنے وہ علم، علم نہیں حقیقتاً وہ جہالت کے زمرے میں آتا ہے، ایسا شخص عالم نہیں بلکہ جاہل کہلائے گا۔ اس کی مثال ابو جہل کی سی ہے کہ اس کو ابو جہل کہنے کی وجہ اس کا ان پڑھ ہونا نہیں ہے بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا علم اسے اللہ کی پہچان نہیں کروا سکا۔ اور اسلام کے تصور علم میں حصول علم کا آغاز ہی معرفت الٰہی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت عرب میں مختلف مذاہب کے ماننے والے پائے جاتے تھے۔ قرآن مجید میں ان کی انحرافات کا ذکر کیا اور ان کی اصلاح بھی کی، خاص طور پر یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں تحریفات نہیں واشگاف کیا۔ ان سب کو جاننے اور ان کی اصلاح کے لیے حصول علم ضروری ہے، کیونکہ اللہ کی معرفت اور شعور علم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح دین اسلام تعلیم کے حصول پر زور دیتا ہے اسی طرح دیگر مذاہب میں تعلیم کا تصور پایا جاتا ہے۔ اسلام کی نظر میں علم ایمان کا حریف یا دشمن نہیں بلکہ علم ترتیب کے اعتبار سے ایمان سے پہلے آتا ہے دیگر مذاہب میں عبادت گاہوں کو صرف عبادت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی دنیوی کام کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کی وجہ وہ تقدس ہے جو ان کو حاصل ہے۔ لیکن مسجد اس سے بالکل مستثنیٰ ہے۔ اسلام کی عبادت گاہ کو پاکیزہ، رفاہی اور فلاحی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد مذہبی مرکز اور عبادت گاہ اور علم و تہذیب کے نور کا منبع بھی ہے اور اجتماعی شعور کی تربیت گاہ ہے۔ یہ مساوات کا درس دیتی ہے نیز باہمی تعاون کو فروغ دینے کا باعث بھی ہے۔ یہاں انفرادی اور اجتماعی مسائل حل کئے جاتے ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ نے اپنا پہلا درس مسجد نبویؐ سے شروع کیا اور یہیں سے آپ عربوں کو معیشت کے آداب سکھایا کرتے تھے۔ اس لیے ابتدا ہی سے مسجد مسلمانوں کے اتحاد تنظیم، تہذیب، تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز رہی ہے۔ جس طرح تعلیم مسلمانوں میں عام ہے اس طرح کسی اور قوم میں نہیں ہے۔ ان میں جو کوئی بیس روپے کا ملازم ہوتا وہ بھی لڑکوں کو ایسے تعلیم دلاتا تھا جیسے وزیر اعظم اپنی اولاد کو۔ دوسرے مذاہب اور تہذیبوں نے علم کو ایک اہم ضرورت سمجھا لیکن اسلام نے علم اور دین کو ایک دوسرے سے اسطرح وابستہ کر دیا کہ اگر یہ الگ ہو تو دونوں کا مفہوم نہیں رہتا۔ اسلام کی آمد کے ساتھ ہی زندگی کے ہر شعبے

میں انقلاب آگیا۔ ساری دنیا کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ ہر طرف علم و تہذیب کا دور دورہ ہو گیا۔ مذہب اسلام میں علم حاصل کرنا اور دوسروں کو اس زیور سے آراستہ کرنا ایک اہم فریضہ سمجھا جاتا ہے۔

References

[1] Al-Hajj,22:65

[2] Lewis Moore, Encyclopaedia of the World Religions, Translated by Sadia Jawad, Yasir Jawad, (Al-Mutabata al-Arabiya, Mazing Lahore (2003),159.

[3]Ahmad Abdullah, Mazhab Alam, (Makki Darul Kitab Lahore 2002),237.

[4]Pandit Jawaharlal Nehru, (The Discovery of India),73.

[5] Ahmad Abdullah, Mazhab Alam, (Makki Darul Kitab Lahore 2002),pg245.

[6] Muhammad Nawaz Chaudhary, Madhahib Alam (Polymer Publications, Urdu Bazar, Lahore 2006),173.

[7] Manu Dharam Shastra, translator, Rashid Razi, (Publishers Lahore 2007),37.

[8] Lewis Moore, Encyclopaedia of the World Religions, Translated by Sadia Jawad, Yasir Jawad, (Al-Mutabata al-Arabiya, Mazing Lahore (2003),212.

[9] Muhammad Nawaz Chaudhary, Madhahib Alam (Polymer Publications, Urdu Bazar, Lahore 2006),177.

[10]Comprehensive Encyclopaedia of Religions, Translator, Maulana Abu Tahir Muhammad Siddiq,(Adaratul-Qur'an Wal-Uloom al-Islamiya Karachi, 2006),90.

[11]Professor Mian Manzoor Ahmed, Comparison of Religions and Religions, (Almi Book House Lahore 2004),58.

[12]Professor Mian Manzoor Ahmed, Comparison of Religions and Religions, (Almi Book House Lahore 2004),59-60.

[13]Muhammad Nawaz Chaudhary, Madhahib Alam (Polymer Publications, Urdu Bazar, Lahore 2006),211

[14] Lewis Moore, Encyclopaedia of the World Religions, Translated by Sadia Jawad, Yasir Jawad, (Al-Mutabata al-Arabiya, Mazing Lahore (2003),79.

[15] Professor Mian Manzoor Ahmad, Comparison of Religions and Religions, (Almi Book House Lahore 2004),44.

[16]Lewis Moore, Encyclopaedia of the World Religions, Translated by Sadia Jawad, Yasir Jawad, (Al-Mutabata al-Arabiya, Mazing Lahore (2003),84.

[17] https//www.humsub.com.pk/418278/anwar-jalal-13

[18]Written by Alfred Weber, History of Philosophy, translated (Khalifa Abdul Hakeem), Nafis Academy Karachi, 1987),pg84.

[19]Ahmad Anas, Co-Education,(Student Publications Institute), Lahore,18-23.

[20]S. M. Shahid, Philosophy and History of Education,pg105-123.

[21]Mahmood al-Rashid Hadduti, Study of Religions, (Muktab Aab Hayat Lahore 2005).

[22] Al-Imran,3:19.

[23] Al-Imran,3:85.

[24]Al-Maidah,5:3

[25]Professor Mian Manzoor Ahmed, Comparison of Religions and Religions, (Almi Book House Lahore 2004),pg124.

[26]Al-Fatah,48:28.

[27]Al-Baqrah,2:247.

[28]Luqman,31:12.

[29]S. M. Shahid, Philosophy and History of Education,pg163.

[30]An Exploratory Study of Religious Education Trends in the Prophetic Era." Al-Ayzah 2, Issue 1 (2019).
[31] Al-Qazwini, Al-Sunan, Kitab al-Sunnah, chapter Fazl al-Ulama wa Hath al-Talab al-Ilam, 34.
[32]Maulana Muhammad Shahabuddin, The Place and Rank of Knowledge in Islam (Shakeel Printing Press Karachi, 1994), 44.
[33]Al-Tubah,9:71.
[34] Syed Ameer Ali,The Spirit of Islam, 221-
[35]Surah Ahzab,33:34.
[36] Maulana Sadruddin Islahi, Islam at a Glance (Islamic Publications Limited, Lahore, 1990),51.
[37]Professor Khursheed Ahmed, Islamic Theory of Education, (Islamic Publications Limited, Lahore, 1980),429.
[38] Maulana Sadruddin Islahi, Islam at a Glance (Islamic Publications Limited, Lahore, 1990),51.
[39] S. M. Shahid, Philosophy and History of Education,pg ,145.
[40] Al-Rum,30:56.
[41] Mahmood al-Rashid Hadduti, Study of Religions, (Muktab Aab Hayat Lahore 2005).
[42]Al-Nisa,4:113